

امام الخطابی کے تفسیری نکات کا منہج واسلوب (ایک جائزہ)

Methodology of Imam Al.khattabi's commentary points (an overview)

Malik Khalil Ur Rehman

PhD Scholar Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad
malikkhalilrehman@gmail.com

Prof. Dr. Abdul Hameed khan Abbasi

Ex-Chairman, Department of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University, Islamabad
dr.ahameed.k@gmail.com

ABSTRACT:

Imam Hamd Bin Muhammad al-Khattabi(D.388AH) is a famous and well known Islamic scholar. His basic and original work is in the field of al- Hadith. He is the first commentator&interpreter of Sunanabidawood and Saheehal-bukhari. He did not write any book regarding commentary on The Holy Quran but a rich data in respect of commentary & interpretive points on Quranic verses ,is present in his books.In this Article, a review on methodology of Imam Al-khattabi's commentary & interpretive points, is presented.

KEY WORDS: al-Khattabi(d388-AH),methodology, commentary & interpretive points.

امام حمد بن محمد الخطابی البستی الشافعی (م: 380ھ) اپنے وقت کے ایک عظیم محدث اور شارح حدیث تھے۔ انہیں صحاح ستہ میں شامل کتب حدیث، سنن ابی داود اور صحیح بخاری کے اولین شارح ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ امام الخطابی نے فن تفسیر میں کوئی کتاب تالیف نہیں کی مگر ان کی کتب میں عمدہ تفسیری نکات موجود ہیں۔ ذیل میں ان کے تفسیری نکات کے منہج و اسلوب کو بیان کیا جاتا ہے؛

• تفسیر القرآن بالقرآن:

قرآن کریم کی آیت E فَتَلَقَّيْنَاهُم مِّنْهُمْ كَلِمَتًا بَعْلِيَّةً¹ میں ارشاد ربانی ہے کہ آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ کلمات سیکھے اور وہی کلمات حضرت آدمؑ کی بخشش کا ذریعہ بنے۔ ان کلمات کی تعیین میں مفسرین سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ واختلف أهل التأويل في أعيان الكلمات التي تلقاها. آدم من ربه²۔ البتہ امام الخطابی جمہور مفسرین کی طرح آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کا اصول اپناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورة البقرة کی آیت E فَتَلَقَّيْنَاهُم مِّنْهُمْ كَلِمَتًا بَعْلِيَّةً³ میں جن کلمات کا ذکر ہے اس سے مراد سورة الاعراف کی آیت نمبر 23 میں مذکور یہ الفاظ ہیں E قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ³۔

اگرچہ مفسرین سے منقول یہ اقوال الفاظ میں مختلف ہیں لیکن معنی میں مشترک ہیں کہ سب میں اپنی غلطی کا اعتراف، خطا پر ندامت اور مغفرت کی طلب پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ان مختلف کلمات میں کوئی اساسی اختلاف نہیں ہے محض الفاظ کا اختلاف ہے لیکن اہل علم کے مشہور اور رائج قول وہی ہے جسے امام الخطابی نے اختیار کیا ہے۔

• تفسیر القرآن بالحديث:

آیت مبارکہ E وَاِذْ اٰتٰى اِبْرٰهٖمَ رُبُّهُ كَلِمَةً فَتَمَّهٗنَّ ۚ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۚ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِيْ الظَّالِمِيْنَ ۚ⁴ میں، سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کلمات یعنی باتوں سے آزمایا گیا ان کی تفسیر کرتے ہوئے امام الخطابی لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دس خصال و افعال جنہیں سنن ابی داؤد کی حدیث الباب (قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْقَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ - يَعْنِي الْاسْتِنْجَاءَ بِالمَاءِ -"، قَالَ زَكْرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ (المُضْمَضَةُ))⁵ میں عشر من الفطرة کہا گیا ہے اور انہیں ہی سنن الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ان کا آغاز سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا اور جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کا امام و مقتدا بنا دیا۔ قوله ﷺ عشر من الفطرة فسر اکثر العلماء الفطرة في هذا الحديث بالسنة و تاويله ان هذه الخصال من سنن الانبياء واول من امر بها ابراهيم صلوات الله عليه وذلك قوله تعالى E وَاِذْ اٰتٰى اِبْرٰهٖمَ رُبُّهُ كَلِمَةً فَتَمَّهٗنَّ--- وُ قَالَ ابن عباس امره بعشر خصال ثم عددهن فلما فعلهن قال انى جاعلك للناس اماما اى ليقتدى بك و يستن بسنتك⁶۔ اکثر علماء نے فطرت کی تفسیر اس حدیث مبارکہ میں بیان شدہ سنن سے کی ہے۔ انہیں افعال کو سنن انبیاء بھی کہا گیا ہے اور سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان باتوں کا حکم کیا گیا۔ فرمان باری تعالیٰ E وَاِذْ اٰتٰى اِبْرٰهٖمَ رُبُّهُ كَلِمَةً فَتَمَّهٗنَّ--- وُ سے بھی یہ مراد ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں کا حکم دیا گیا اور ان دس باتوں کو شمار کر کے

بتایا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پورا کر دیا تو اللہ عز و جل نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا تاکہ وہ تیری اقتدا کریں اور تیری سنت کے مطابق عمل کریں۔

تفسیر ماتیری میں ہے کہ ثم اختلف في الكلمات التي ابتلاه بها: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: الكلمات: هي التي ذكرت في سورة الأنعام، وهو قوله: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُجِبُ الْآفِلِينَ⁷، ورأى القمر بازغاً، ورأى الشمس بازغة، هي الحجج التي أقامها على قومه بقوله: وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ تَرَفَعَ ذَرْجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءِ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ⁸ وقيل: ابتلاه بعشر ففعلهم: خمسة في الرأس، وخمسة في الجسد. لكن في هذا ليس كبيرُ حكمة؛ إذ يفعل هذا كل واحد، ولكن الحكمة فيه هي: ما قيل: إن ابتلاءه بالنار، حيث أُلقي فيها، فصبر، حتى قال له جبريل: "أَتَسْتَعِين بي؟ قال: أَمَّا مِنْكَ فلا". وابتلي بإسكان ذريته الوادي، الذي لا ماء فيه، ولا زرع، ولا غرس. وابتلي بالهجرة من عندهم، وتركهم هنالك -وهم صغار- ولا ماء معهم، ولا زرع، ولا غرس. وابتلي بالهجرة إلى الشام. وابتلي بذبح ولده. وابتلي بأشياء لم يبتل أحد من الأنبياء بمثله، فصبر على ذلك. ففى مثل هذا يكون وجه الحكمة⁹۔

عبارت بالا سے واضح ہوتا ہے کہ E وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ۔۔۔ کی مراد میں مفسرین کرام کا خلاف پایا جاتا ہے؛

- بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان کلمات سے مراد وہ دلائل و براہین ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کی قباحت و تحریم اور توحید کے حسن و وجوب پر اپنی قوم کو پیش کئے جن کا تذکرہ اللہ عز و جل نے سورت انعام میں کیا ہے۔
- بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں ان کلمات سے وہ دس سنن مراد ہیں جنہیں خصال عشرۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
- ابو منصور ماتریدی ایک اور رائے پیش کرتے ہیں کہ ان کلمات سے مراد وہ بڑی بڑی آزمائشیں ہیں جن سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی زندگی میں گزرنا پڑا مثلاً ان کو آگ میں

ڈالا جانا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد اور مدد کی پیش کش پر عزم و استقلال اور اللہ عزوجل پر کامل توکل و بھروسہ کا مظاہرہ کرنا اور حضرت جبرائیل کو جواب دینا کہ آپ سے مدد نہیں چاہے، ان کا اپنی اولاد کو امر خداوندی کی تعمیل میں ایسی وادی میں جا کر آباد کرنا جہاں کوئی انسان تھا اور نہ کوئی بظاہر اسباب زندگی مثلاً پانی، درخت کھیتی وغیرہ، بڑھاپے میں حاصل ہونے والی اولاد کو ذبح کرنے کا حکم الہی پورا کرنے میں ذرہ بھی تردد کا اظہار نہ کرنا وغیرہم۔ اس طرح کی عظیم آزمائشیں ہی ان کلمات سے مراد ہیں کیونکہ اگر ان سے مراد خصال عشرہ مراد لیں تو ان میں کوئی بڑی ابتلا و آزمائش نہیں کیونکہ ایک تو یہ فطری ہیں اور دوسرا ان کو ہر کوئی بجالاتا ہے۔

البتہ اکثر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ ان کلمات کا مصداق وہی سنن ابراہیمی اور خصال عشرہ ہیں و اکثر المفسرین قالوا فی تفسیر الکلمات: إنها عشر خصال عن السنة، خمس فی الرأس، وخمس فی الجسد¹⁰۔ امام الخطابی بھی اسی بات کو ترجیح دیتے ہیں اور یہی رئیس المفسرین سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دس عادات بطور سنت اپنانے کا حکم دیا جن میں سے پانچ سر کے متعلق ہیں جبکہ دوسری پانچ جسم کے۔¹¹ ان دس عادات کی توضیح میں روایات کا اختلاف ہے مثلاً ایک روایت کے مطابق وہ دس چیزیں یہ ہیں (1) مسواک (2) کلی (3) ناک میں پانی ڈالنا (4) مونچھیں کتر وانا (5) داڑھی بڑھانا۔ جسم کے متعلق (1) ختنہ کرنا (2) زیر ناف بال صاف کرنا (3) استنجا کرنا (4) بغل کے بال صاف کرنا (5) ناخن کاٹنا۔¹² جبکہ سنن ابی داؤد کی حدیث الباب میں یہ دس عادات مذکور ہیں (1) مونچھیں کتر وانا (2) داڑھی بڑھانا (3) مسواک (4) کلی (5) ناک میں پانی ڈالنا (6) ناخن کاٹنا (7) غسل البراجم (8) بغل کے بال صاف کرنا (9) حلق العانہ (10) استنجا کرنا¹³۔

الغرض امام الخطابی اور اکثر مفسرین نے تفسیر القرآن بالحديث کا اصول اختیار کرتے ہوئے، آیت مبارکہ کی تفسیر کے لئے سنن ابی داود کی حدیث الباب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بنایا ہے۔

• تفسیر القرآن باقوال الصحابة:

آیت مبارکہ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ¹⁴ کی تاویل میں امام طبری لکھتے ہیں کہ قال أبو جعفر: اختلف أهل التأويل في تأويل قوله: "لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم"، وفي معنى "اللغو". فقال بعضهم في معناه: لا يؤاخذكم الله بما سبقتكم به ألسنتكم من الأيمان على عجلة وسرعة... وقال آخرون: بل اللغو في اليمين، اليمين التي يحلف بها الحالف وهو يرى أنه كما يحلف عليه، ثم يتبين غير ذلك، وأنه بخلاف الذي حلف عليه... وقال آخرون: بل اللغو من الأيمان التي يحلف بها صاحبها في حال الغضب... وقال آخرون: بل اللغو في اليمين: الحلف على فعل ما نهى الله عنه، وترك ما أمر الله بفعله... وقال آخرون: اللغو من الأيمان: كل يمين وصل الرجل بها كلامه، على غير قصد منه إيجابها على نفسه... وقال آخرون: اللغو من الأيمان، ما كان من يمين بمعنى الدعاء من الحالف على نفسه: إن لم يفعل كذا وكذا، أو بمعنى الشرك والكفر¹⁵۔

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یمین لغو کی مراد میں مفسرین سے مختلف اقوال منقول ہیں؛

• وہ قسم جو انسان جلد بازی و سبقت لسانی کی وجہ سے انسان سے صادر ہوتی ہے۔

• وہ قسم جسے قسم اٹھانے والا حق و سچ جان کر قسم اٹھاتا ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ثابت ہوتی ہے۔

• وہ قسم جو غصہ کی حالت میں اٹھائی جائے۔

• وہ قسم جو کسی منہی عنہ کام کے کرنے کی یا مامور بہ کے ترک پر قسم اٹھائی جائے۔

• وہ قسم جو اپنے اوپر کسی چیز کو لازم و واجب کرنے کی نیت و ارادہ کے بغیر کسی شخص کے کلام میں پائی جائے۔

• وہ قسم جس میں قسم اٹھانے والا خود کو کوئی بددعا دیتا ہے مثلاً اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میں کافریا مشرک وغیرہ۔

امام الخطابیؒ یمین لغو کی تفسیر میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جو انسان کی زبان سے بلا قصد و ارادہ عادت کے طور پر قسم کے الفاظ واللہ، باللہ وغیرہ صادر ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ قَوْلُ الرَّجُلِ فِي كَلَامِهِ لَا وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ¹⁶۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام الخطابیؒ کے نزدیک یمین لغو جس پر مواخذہ نہیں ہوتا، کا مصداق قسم کے وہ الفاظ ہیں جو عادت، بغیر قصد و ارادہ اور سبقت لسانی کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔ لہذا امام الخطابی کی بیان کردہ تفسیر تفسیر القرآن باقوال الصحابہ کے قبیل سے ہے۔

• لغت سے استدلال کرنا:

اللہ عزوجل کے فرمان وَعَادًا وَتَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِينٍمَّ وَرَزَقَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ¹⁷ کی تفسیر میں دو اقوال ہیں؛

● وہ لوگ صاحب عقل و بصیرت تھے حق کو دلائل و براہین سے پہچان چکے تھے مگر یہ عقل مندی ان کے لئے نافع ثابت نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے باوجود حق کو پہچاننے کے اس کا انکار کر دیا جیسا کہ تفسیر السمرقندی میں ہے کہ ویقال: کَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ أَي: ذَوِي بَصِيرَةٍ، وَمَعَ ذَلِكَ جَحَدُوا¹⁸۔ اور تفسیر القرطبی میں ہے کہ کَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ قَدْ عَرَفُوا الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ بِظُهُورِ الْبَرَاهِينِ. قَالَ الْفَرَاءُ: كَانُوا عُقْلَاءَ ذَوِي بَصَائِرٍ فَلَمْ تَنْفَعَهُمْ بَصَائِرُهُمْ¹⁹۔

● وہ لوگ (عاد و ثمود) اپنی ضلالت و گمراہی میں ہی عقل مند تھے اور اپنی گمراہی کو ہی پسند کرتے تھے اور اپنے تئیں خیال کرتے تھے کہ وہ حق پر ہیں حالانکہ وہ ضلالت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے جیسا کہ امام الطبری نے تفسیر الطبری میں حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور ضحاک کے اقوال کی بنیاد پر لکھتے ہیں کہ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ يُقُول: وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ فِي ضَلَالَتِهِمْ، مُعْجِبِينَ بِهِمَا، يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى هَدًى وَصَوَابٍ، وَهُمْ عَلَى الضَّلَالِ²⁰۔

دونوں اقوال کا ثمرہ اختلاف یہ ہے کہ قول اول کے مطابق وہ حق کو پہچان کر حق سے منکر ہوئے جبکہ دوسرے قول ثانی کے مطابق حق ان پر واضح نہ ہوا تھا بلکہ وہ اپنی گمراہی و ضلالت کو ہی حق سمجھتے تھے۔ لغوی طور پر کسی چیز میں غور و فکر کرنا اور اسے پہچان لینا کو تبصر فی الشیء سے تعبیر کیا جاتا ہے اور استبصر استبان کے معنی میں ہے یعنی کسی چیز کا واضح ہو جانا۔ اسی طرح جب کوئی شخص صاحب بصیرت ہو تو اسے مستبصر فی دینہ و عملہ کہا جاتا ہے یعنی وہ اپنے دین و عمل کو اور اس کے عواقب و نتائج کو پہچانتا ہے۔ (وَالْتَبَصَّرَ فِي الشَّيْءِ: (التَّأَمَّلُ وَالتَّعَرُّفُ) . وَتَقُولُ: تَبَصَّرَ لِي فَلَانَا. (و) مِنَ الْمَجَازِ: (اسْتَبْصَرَ) الطَّرِيقُ: (اسْتَبَانَ) وَوَضَحَ، وَيُقَالُ: هُوَ مُسْتَبْصِرٌ فِي دِينِهِ وَعَمَلِهِ، إِذَا كَانَ ذَا بَصِيرَةٍ²¹۔

امام الخطابی وکانوا مستبصرین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ الْمُسْتَبْصِرُ الْمُسْتَبِينُ لِلشَّيْءِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ: أَيِ كَانُوا عَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ²²۔ یعنی قوم عاد و ثمود اصحاب بصیرت تھے اپنی ضلالت و گمراہی اور حق کو پہچانتے تھے۔

گویا امام الخطابی لغت سے استدلال کرتے ہوئے لغوی معنی کی بنیاد پر قول اول کو اختیار کرتے ہیں اور اس اختیار کردہ تفسیر کو اہل لغت کے ساتھ ساتھ اہل تفسیر سے تائید بھی حاصل ہے جیسا کہ امام القرطبی کے ہاں بھی یہی قول زیادہ مناسب ہے کیونکہ مستبصر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی حقیقت کو پہچانتا ہو۔ وَهَذَا الْقَوْلُ أَشْبَهُ، لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُقَالُ فَلَانٌ مُسْتَبْصِرٌ إِذَا عَرَفَ الشَّيْءَ عَلَى الْحَقِيقَةِ²³۔

• تفسیر بالرائے:

آیت مبارکہ ^Eالَّذِينَ يَطُئُونَ أَنفُسَهُمْ يُلْقُوا رَحْمَةً وَأَنَّهُمْ لَإِيَّاهِ رَاجِعُونَ²⁴ میں ظن کے معنی مرادی بیان کرتے ہوئے امام الخطابی فرماتے ہیں کہ اہل عرب لفظ ظن بول کر کبھی گمان اور کبھی یقین مراد لیتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد یقین ہے گمان نہیں ہے یعنی اہل ایمان کو اپنے رب کی ملاقات کا یقین ہوتا ہے۔ فالظن الاول حسابان و الآخر علم و یقین، والعرب تجعل الظن مرة حسابا و مرة علما و یقینا الاتصال طرفیه بهما فمبدا العلم ظن و آخره یقین قال الله تعالى^E الَّذِينَ يَطُئُونَ أَنفُسَهُمْ يُلْقُوا رَحْمَةً۔ وُمعناه یوقنون²⁵۔ پس ظن کا پہلا معنی گمان کرنا جبکہ دوسرا معنی علم اور یقین ہے۔ اہل عرب دونوں معانی کے اتصال کی وجہ سے کبھی اس سے مراد گمان اور کبھی علم و یقین لیتے ہیں کیونکہ علم کا پہلا کنارہ ظن جبکہ دوسرا کنارہ یقین ہوتا ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ الظَّنُّ شَكٌّ وَيَقِينٌ²⁶۔ ظن شک اور یقین کو کہتے ہیں یعنی کبھی شک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی یقین کے معنی میں۔ صاحب قاموس المحیط لکھتے ہیں کہ الظَّنُّ: التَّردُّدُ الرَّاجِحُ بَيْنَ طَرَفَيْ الْاِعْتِقَادِ الْغَيْرِ الْجَائِزِ ج: ظَنُونٌ وَأُظَانِيٌّ، وَقَدْ يَوْضَعُ مَوْضِعَ الْعِلْمِ²⁷۔ ظن تردد کو کہتے ہیں اور کبھی علم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ امام راغب اصفہانی لفظ ظن پر تفصیلی بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ فقولہ E الَّذِينَ يَطْنُونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَكَذَا E يَطْنُونَ أَنَّهُمْ مُلَقُوا اللَّهُ فَمَنْ الْيَقِينِ²⁸ یعنی مذکورہ بالا دونوں آیات میں ظن بمعنی یقین کے ہیں۔ گویا کہ ظن کا لفظ شک، تردد، گمان، علم و یقین کے معانی میں مستعمل ہے۔ سیاق و سباق و دیگر وجوہ سے ان میں سے کوئی معنی مرادی متعین کیا جاتا ہے اور امام الخطابی کے نزدیک مذکورہ بالا آیت مبارکہ E الَّذِينَ يَطْنُونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وُ میں ظن کا معنی مرادی یقین ہے۔

• شان نزول کا بیان:

امام الخطابی کے نزدیک سورۃ المدثر کی آیات مبارکہ E إِنَّهُ فَكَّرُوا قَدَرٌ 18 فَقَتَلَ كَيْفَ قَدَرٌ 19 ثُمَّ قَتَلَ كَيْفَ قَدَرٌ 20 ثُمَّ نَظَرَ 21 ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ 22 ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ 23 فَقَالَ لَنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَى 24 لَنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ 25 ہُو کفار مکہ کے سردار ولید بن مغیرہ المخزومی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اس نے قرآن کریم کے معاملے میں طویل غور و فکر کیا اور جہالت و ضد میں حق سے منہ موڑا اور قرآن کر متعلق صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ یہ تو صرف جادو ہے اور انسانی کلام ہے۔ اور اس کا یہ کلام اس کی حیرانی کی شدت کو ظاہر کرتا ہے کہ طویل غور و فکر کے بعد صرف یہی جملہ ہی کہہ سکا۔ گویا انہوں نے قول و فعل سے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز ہیں اور یہی قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ وقد حکى الله عزوجل عن بعض مردتهم وشياطينهم ويقال هو الوليد بن المغيرة المخزومي ، انه لما طال فكره في امر القرآن وكثر ضجره منه

وضرب له الاخماس من رايه في الاسداس ،لم يقدر على اكثر من قوله ^E اِنْهَذَا اَلْاَقْوُلُ الْبَشَرِ وَعُنَادَا لِلْحَقِّ وَجَهْلًا بِهِ ،وذمابا عن الحجة وانقطاعا دونها وقد وصف ذلك من حاله شدة حيرة فقال سبحانه ^E اِنَّهُ فَكَّرُوْا قَدَّرَ 18 فَفُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ 19 ثُمَّ فُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ 20 ثُمَّ نَظَرَ 21 ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ 22 ثُمَّ اَدْبَرُوا سِتْكَرَ 23 فَقَالَ اِنَّ هَذَا اَلْاَسْحَرُ يُؤْتِرَ 24 اِنَّ هَذَا اَلْاَقْوُلُ الْبَشَرِ 25 وُوكيفما كانت الحال ودارت القصة فقد حصل باعترافهم قولاً و انقطاعهم عن معارضته فعلا انه معجز وفي ذلك قيام الحجة وثبوت المعجزة ،والحمد لله ²⁹ - مفسرين کے ہاں بھی اس آیت مبارکہ کے شان نزول کے ضمن میں اسی واقعہ کا تذکرہ ملتا ہے ³⁰ - گویا امام الخطابی کی طرح مفسرین کے نزدیک بھی یہی واقعہ ان آیات مبارکہ کے نزول کا سبب ہے۔

• فقہی مباحث کا بیان:

امام الخطابی امام الشافعی کے قول قدیم کہ خلع فسخ ہے طلاق نہیں، کے مطابق حضرات شوافع کے دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں قال الشيخ في هذا الحديث دليل على أن الخلع فسخ وليس بطلاق ولو كان طلاقاً لاقتضي فيه شرائط الطلاق من وقوعه في طهر لم تمس فيه المطلقة ومن كونه صادراً من قبل الزوج وحده من غير مرضاة المرأة فلما لم يتعرف النبي صلى الله عليه وسلم الحال في ذلك فأذن له في مخالعتها في مجلسه ذلك دل على أن الخلع فسخ وليس بطلاق، ألا ترى أنه لما طلق ابن عمر زوجته وهي حائض أنكر عليه ذلك وأمر بمراجعته وامساكها حتى تطهر فيطلقها طاهراً قبل أن يمسه. وإلى هذا ذهب ابن عباس واحتج بقول الله تعالى ^E اَلطَّلَاقُ مَرْثَنٍ ۚ فَاَمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِحِي بِاِحْسَانٍ ۚ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ الْخُلْعَ فَقَالَ ^E اِنْ خَفْتُمْ اَلَا يَقِيْمَا حُدُودَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ثُمَّ ذَكَرَ الطَّلَاقَ فَقَالَ ^E اِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۚ

وَفُلُو كَانَ الْخَلْع طَلَاً لَكَان الطَّلَاقُ أَرْبَعاً --- وفيه دليل على انه لا يمكن للمختلعة على الزوج --- عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قيس بن شماس اختلعت منه فجعل النبي ﷺ عدتها حيضة. قال الشيخ هذا أدل شيء على أن الخلع فسخ وليس بطلاق وذلك أن الله تعالى قال وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وُفُلُو كَانَتْ مَطْلُوقَةً لَمْ يَقْتَصِرْ لَهَا عَلَى قَرءٍ وَاحِدٍ³¹.

مذکورہ بالا عبارت کا خلاصہ درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ؛

(۱) اگر خلع طلاق ہوتی تو اس میں طلاق کی شرائط کا پایا جانا ضروری ہوتا مثلاً خلع بھی طلاق کی طرح ایسے طہر میں واقع ہونا چاہیے تھا جس میں وطی نہ کی گئی ہو، خلع بھی طلاق کی طرح فقط شوہر کی طرف سے واقع ہو سکتا، چاہے عورت کی رضامندی ہو یا نہ ہو، مختلف یعنی خلع والی عورت کے لئے مطلقہ کی طرح شوہر پر سکنی واجب ہوتا وغیرہ حالانکہ خلع کے وقوع میں طلاق کی طرح کسی شرط کا پایا جانا ضروری نہیں کیونکہ جب ثابت ابن قیسؓ کی زوجہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر خلع کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے دونوں کی موجودگی میں، مذکورہ بالا شرائط وغیرہ کا لحاظ کئے بغیر اسی مجلس میں ہی اسے نافذ کر دیا۔ جبکہ جب حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو آپ ﷺ نے اس فعل کو ناپسند کیا اور حضرت ابن عمرؓ کو رجوع کرنے اور طہر تک بیوی کو اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا۔

(۲) اللہ عزوجل نے الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ³² یعنی دو طلاقوں کے تذکرہ کرنے کے بعد فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ³³ میں خلع کو بیان کیا اور اس کے بعد فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا نَجْلُ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ³⁴ میں تیسری طلاق کو بیان کیا۔ اگر خلع طلاق ہے تو آخری طلاق تیسری نہیں چوتھی بنتی ہے اور طلاقیں تین ہی ہیں لہذا خلع طلاق نہیں فسخ نکاح ہے۔

(۳) وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَضْنَ بِنَفْسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ³⁵ صراحت کرتی ہے کہ مطلقہ کی طلاق تین حیض ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت ابن قیسؓ کی زوجہ کو ایک حیض بطور عدت گزارنے کا حکم کیا۔

خلع کی شرعی حیثیت کے متعلق فقہائے کے درمیان ایک اصولی اختلاف پایا جاتا ہے مذاہب فقہائے کی وضاحت کرتے ہوئے امام الخطابی لکھتے ہیں قال الشيخ في هذا الحديث دليل على أن الخلع فسخ وليس بطلاق۔۔۔ وإلى هذا ذهب طاوس وعكرمة وهو أحد قولي الشافعي وبه قال أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه وأبو ثور. وروي عن علي وعثمان وابن مسعود رضي الله عنهم أن الخلع تطليقة بائنة، وبه قال الحسن وإبراهيم النخعي وعطاء وابن المسيب وشريح والشعبي ومجاهد ومكحول والزهري وهو قول سفيان وأصحاب الرأي، وكذلك قال مالك والأوزاعي والشافعي في أحد قوليه وهو أصحهما والله أعلم³⁶. عبارت ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک خلع فسخ ہے اور بعض کے نزدیک طلاق ہے۔

• خلع فسخ ہے:

عکرمۃ، طاوس، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، عکرمۃ، طاوس اور امام الشافعی کا ایک قول (قول قدیم) یہی ہے کہ خلع فسخ ہے طلاق نہیں یعنی خلع کے بعد طلاق دینا درست نہیں ہے۔

• خلع طلاق بائن ہے:

حضرت علیؓ، عثمانؓ، ابن مسعودؓ، حسن بصریؓ، ابراہیم النخعیؓ، عطایؓ، ابن المسیبؓ، شریحؓ، الشیبیؓ، مجاہدؓ، مکحولؓ، الزہریؓ، سفیان ثوریؓ، اصحاب الرائے (احناف) مالکؓ، اوزاعیؓ، شافعیؓ کا ایک قول (قول جدید) کے مطابق خلع طلاق بائن ہے۔

بہر حال خلع فسخ ہو یا طلاق دونوں صورتوں میں میاں بیوی میں جدائی واقع ہو جاتی ہے البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ فسخ ہونے کی صورت میں وقوع خلع کے بعد طلاق دینا درست نہیں اور اگر اسے طلاق بائن تسلیم کیا جائے تو اس کے بعد طلاق دینا درست ہو گا یعنی خلع دوسری طلاق ہوگی اور اس کے بعد تیسری طلاق واقع ہو سکتی ہے۔ والمذکور فی کتب اصولنا ان الخلع عند الشافعی فسخ لا یصح ایقاع الطلاق بعده وعندا طلاق یصح ایقاع الطلاق بعده یدل علیہ عباراتهم³⁷۔

فریقین کے پاس اپنے مسلک علمی پر دلائل موجود ہیں جن کو مفسرین اور فقہائے اپنے اپنے انداز سے بیان کرتے ہیں البتہ یہ علمی بحث امام الشافعیؒ کے قول قدیم کے مطابق ہے کیونکہ قول جدید کے مطابق امام الشافعیؒ بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ خلع طلاق ہے۔ لہذا اس صورت میں فقہائے کے درمیان اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے اور امام الخطابی امام الشافعی کے اسی قول یعنی قول جدید کو ہی صح قرار دیتے ہیں والشافعی فی أحد قولیه وهو أصحهما والله أعلم³⁸۔ گویا امام الخطابی کے نزدیک بھی خلع طلاق ہے۔

• فقہی مسلک میں دلائل کی بنیاد پر ترجیح دینا:

امام الخطابی آیت مذکورہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ³⁹ کے متعلق لکھتے ہیں کہ قالوا فقوله أمرتنا أن نصلي عليك يدل على وجوبه لأن أمره لازم وطاعته واجبة. وقوله قولوا اللهم صل على محمد أمر ثان يحب ائتماره ولا يجوز تركه. قالوا وقد أمر الله بالصلاة عليه فقال يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا وفكان ذلك منصرف إلى الصلاة لأنه إذا صرف إلى غيرها كان ندبا وإن صرف إليها كان فرضاً إذ لا خلاف أن الصلاة عليه غير واجبة في غير الصلاة فدل على وجوبها في الصلاة والله أعلم. فكان ذلك منصرف إلى الصلاة لأنه إذا صرف إلى غيرها كان ندبا وإن صرف إليها كان فرضاً إذ لا خلاف أن الصلاة عليه غير واجبة في غير الصلاة فدل على وجوبها في الصلاة والله أعلم ⁴⁰.

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بقول امام الخطابی؛

- حضرات شوافع کے نزدیک آیت مذکورہ میں صلوٰۃ وسلام کا امر، امر للوجوب ہے۔
- اور اس سے مراد نماز میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہے کیونکہ نماز کے علاوہ صلوٰۃ وسلام کے وجوب کا کوئی قائل نہیں ہے۔

مفسرین کے ہاں بھی یہاں امر للوجوب ہے مگر اس میں قدرے تفصیل ہے کہ زندگی میں ایک بار رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا فرض ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ گویا یہ شہادتین کے اظہار کے مثل ہے مثلاً احکام القرآن للجصاص میں ہے کہ وَقَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ قَدْ تَضَمَّنَ الْأَمْرَ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَظَاهِرُهُ يَقْتَضِي الْوُجُوبَ

وَهُوَ فَرَضٌ عِنْدَنَا فَمَتَى فَعَلَهَا الْإِنْسَانُ مَرَّةً وَاحِدَةً فِي صَلَاةٍ أَوْ غَيْرِ صَلَاةٍ فَقَدْ أَدَّى فَرَضَهُ وَهُوَ مِثْلُ كَلِمَةِ التَّوْحِيدِ وَالتَّصْدِيقِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى فَعَلَهُ الْإِنْسَانُ مَرَّةً وَاحِدَةً فِي عُمْرِهِ فَقَدْ أَدَّى فَرَضَهُ⁴¹۔ یعنی اس آیت کا ظاہر وجوب و فرض کا تقاضہ کرتا ہے جب بھی انسان نے صلاۃ و سلام پڑھا چاہے نماز میں یا خارج نماز فرض ادا ہو جائے گا جیسا کہ کلمہ طیبہ کی تصدیق کا اقرار و اظہار زندگی میں ایک بار واجب ہے۔ اسی طرح تفسیر قرطبی میں ہے کہ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَرَضٌ فِي الْعُمْرِ مَرَّةً⁴²۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ والایۃ تدل علی وجوب الصلاة والسلام فی الجملة ولو فی العمر مرة وبه قال ابو حنیفة ومالك رحمہما اللہ واختاره الطحاوی قال ابن ہمام موجب الأمر القاطع الافتراض فی العمر مرة لانه لا يقتضی التکرار وقلنا به⁴³۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام طحاوی اور امام ابن ہمام کے نزدیک زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ اس کا اعادہ و تکرار فرض نہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرات شوافع کا یہ کہنا کہ صلوٰۃ و سلام کا امر نماز کے ساتھ خاص ہے کیونکہ نماز کے علاوہ میں صلوٰۃ و سلام کے وجوب کا کوئی قائل نہیں، یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے یہ جمہور علما کے ہاں زندگی میں ایک بار فرض ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ میں۔

نماز میں صلوٰۃ و سلام کے حکم کے متعلق علما میں اختلاف ہے اور اس میں دو اقوال ہیں؛

● جمہور علما کے ہاں نماز میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا نماز کی سنن و مستحبات میں سے ہے فرائض و

واجبات میں سے نہیں ہے البتہ نمازی کے لئے صلوٰۃ و سلام کا ترک کرنا ناپسندیدہ ہے جیسا کہ

امام الطحاوی احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ لَا نُرَخِّصُ لِمُصَلٍّ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ كَمَا عَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ النَّاسَ، وَلَكِنَّ ذَلِكَ مِنْهُ فِي مَوْضِعِ إِبَاحَةِ الدُّعَاءِ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَسُفْيَانَ، وَزُفَرَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ⁴⁴۔ ہم نمازی کو درود شریف ترک کرنے کی رخصت نہیں دیتے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا البتہ یہ مباح ہے۔ یہی قول ابو حنیفہ، سفیان، زفر، ابو یوسف اور محمد کا ہے تفسیر قرطبی میں ہے کہ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ، فَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجُمْهُورُ الْكَثِيرُ: أَنَّ ذَلِكَ مِنْ سُنَنِ الصَّلَاةِ وَمُسْتَحَبَّاتِهَا. قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: يُسْتَحَبُّ أَلَّا يُصَلِّيَ أَحَدٌ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ تَرَكَ ذَلِكَ تَارَكَ فَصَلَاتَهُ مَجْزِيَةً فِي مَذَاهِبِ مَالِكٍ وَأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ مِنْ أَصْحَابِ الرَّأْيِ وَغَيْرِهِمْ. وَهُوَ قَوْلُ جُلِّ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَحَكِي عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ أَنَّهَا فِي التَّشْهِيدِ الْأَخِيرِ مُسْتَحَبَّةٌ، وَأَنْ تَارَكَهَا فِي التَّشْهيدِ مَسِي⁴⁵۔ نماز میں درود شریف پڑھنے کے متعلق علمائے میں اختلاف ہے۔ جمہور علمائے کی رائے یہ ہے کہ یہ نماز کی سنن و مستحبات میں سے ہے۔ ابن المنذر کہتے ہیں نمازی کے لئے مستحب ہے کہ آپ ﷺ پر درود پڑھے اور اگر اس نے درود ترک کر دیا تو مالکیہ، اہل مدینہ، سفیان ثوری، اہل کوفہ، اصحاب رائے وغیرہ کے نزدیک، اس کی نماز ہو جائے گی۔

• امام الخطابی کے بقول امام شافعی اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ ترک کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ الشافعی فانہ قال الصلاة على النبي في التشهد الاخير واجبة فان لم يصل عليه بطلت صلاته وقد قال اسحاق بن راهوية نحو من ذلك ايضا⁴⁶۔

امام الخطابی نے اس بات کی تصریح تو کی ہے امام الشافعی کے نزدیک نماز میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہے لیکن خود شافعی المسلک ہونے کے باوجود ان کے اس قول اور دلیل کو کمزور سمجھتے ہیں اور خود اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں صلوٰۃ و سلام واجب نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اہل مجلس کو نماز میں تشهد کا طریقہ سکھایا اور فرمایا کہ تشهد کے بعد جو دعا تمہیں پسند ہو وہ مانگو۔ اس سے واضح ہے کہ صلوٰۃ و سلام نماز میں واجب نہیں ہے۔ لکھتے ہیں کہ وفی قوله عند الفراغ من التشهد ثم ليتخير من الدعاء اعجبه اليه دليل على ان الصلاة على النبي ﷺ ليست بواجبة في الصلوة ولو كانت واجبة لم يخل مكانها منها ويخيره بين ما شاء من الاذكار والادعية فلما وكل الامر في ذلك الى ما يعجبه منها بطل التعيين۔ وعلى هذا قول جماعة الفقهاء الا الشافعي فانه قال الصلاة على النبي في التشهد الاخير واجبة فان لم يصل عليه بطلت صلاته وقد قال اسحاق بن راهويه نحو من ذلك ايضا ولا اعلم للشافع في هذا قدوة۔ واصحابه يحتجون في ذلك بحديث كعب بن عجرة۔ وقد رواه ابو داود⁴⁷۔

مفسر القرآن امام القرطبي امام الشافعی کے اس قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ وَهَذَا قَوْلٌ حَكَاهُ عَنْهُ حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، لَا يَكَاذُ يُوجَدُ هَكَذَا عَنِ الشَّافِعِيِّ إِلَّا مِنْ رِوَايَةِ حَرَمَلَةَ عَنْهُ، وَهُوَ مِنْ كِبَارِ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ كَتَبُوا كُتُبَهُ. وَقَدْ تَقَلَّدَهُ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ وَمَالُوا إِلَيْهِ وَنَاطَرُوا عَلَيْهِ، وَهُوَ عِنْدَهُمْ تَحْصِيلُ مَذْهَبِهِ⁴⁸۔ گویا امام القرطبی کی تحقیق کے مطابق صرف امام الشافعی کے شاگرد حرملہ بن یحیی ہی امام الشافعی سے یہ قول نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ حرملہ امام الشافعی کے ممتاز شاگرد ہیں جنہوں نے ان کی کتب لکھی ہیں تو شوافع حضرات نے ان ہی کی تقلید کی اور اسی قول شافعی کے طرف مائل ہوئے یہاں تک کہ یہ ان کا مذہب بن گیا۔

گویا امام الخطابی اور امام القرطبی کی تحقیق کے مطابق امام الشافعی کا جمہور کے خلاف یہ مسلک ان کا تفرد ہے۔ دراصل یہ ان کے شاگرد حرملہ کی روایت ہے جو بعد میں شوافع کا مسلک بن گیا اور یہ دلائل کے اعتبار سے کمزور ہے۔ جبکہ ابن کثیر اسکی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَقَدْ شَرَعَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ يُشْنَعُ عَلَى الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ فِي اسْتِزَاطِهِ ذَلِكَ فِي

الصَّلَاةِ، وَيَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ تَفَرَّدَ بِذَلِكَ، وَحَكَى الْإِجْمَاعَ عَلَى خِلَافِهِ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّبْرِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَغَيْرُهُمْ، فِيمَا نَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَّاضٌ. وَقَدْ تَعَسَّفَ الْقَائِلُ فِي رَدِّهِ عَلَى الشَّافِعِيِّ، وَتَكَلَّفَ فِي دَعْوَاهُ الْإِجْمَاعَ فِي ذَلِكَ، [وَقَالَ مَا لَمْ يُحِطْ بِهِ عِلْمًا]، فَإِنَّهُ قَدْ رَوَيْنَا وَجُوبَ ذَلِكَ وَالْأَمْرَ بِالصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْآيَةِ، وَمُفَسَّرٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: ابْنُ مَسْعُودٍ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَمِنْ التَّابِعِينَ: الشَّعْبِيُّ، وَأَبُو جَعْفَرٍ الْبَاقِرُ، وَمُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ. وَإِلَيْهِ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ، لَا خِلَافَ عَنْهُ فِي ذَلِكَ وَلَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ أَيْضًا، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ [الْإِمَامُ] أَحْمَدُ أَخِيرًا فِيمَا حَكَاهُ عَنْهُ أَبُو زُرْعَةَ الدَّمَشَقِيُّ، بِهِ. وَبِهِ قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ، وَالْفَقِيهُ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْمَوَازِ الْمَالِكِيُّ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ⁴⁹. بعض متاخرين مالکیہ امام شافعی پر تشنیع کرتے ہیں اور اسے امام شافعی کا تفرد قرار دیتے ہیں اور اس کے برعکس امام الطحاوی، امام بن جریر الطبری، امام الخطابی وغیرہم کی طرف سے نماز میں درود شریف کے مستحب ہونے پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں، درست نہیں ہے کیونکہ اس امام الشافعی نماز میں وجوب صلوٰۃ و سلام کے قول میں متفرد نہیں ہیں بلکہ جماعت صحابہ میں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو مسعود البدری، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم اور جماعت تابعین میں سے حضرت شعبی، ابو جعفر الباقر اور مقاتل بن حیان اسی بات کے قائل ہیں۔

ابن کثیر اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ؛

- علمائے کا اس پر اجماع ہے کہ نماز میں صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب نہیں بلکہ اس کی سنن و مستحبات میں سے ہے۔

• امام الشافعی نماز میں وجوبِ صلوٰۃ و سلام کے قول میں متفرد ہیں۔

الغرض امام الشافعی کا مسلک یہی ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** ؕ میں امر للوجوب ہے اور اس کا تعلق نماز سے ہے لیکن امام الخطابی باوجود شافعی المسلک ہونے کے دلائل کی رو سے کمزور سمجھتے ہیں۔

• جمہور مفسرین کی رائے کے برعکس شاذ قول اختیار کرنا:

عام طور پر امام الخطابی جمہور مفسرین کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں مگر بعض اوقات کوئی شاذ قول بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ **وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ** ؕ میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ انسانوں اور جنات میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں جہنم کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس کو جواب دیتے ہوئے امام الماوردی لکھتے ہیں کہ **وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ** ؕ فیہ قولان: أحدهما: أراد أولاد الزنى لأنهم من النطف الخبيثة مخلوقين , فهم أكثر الناس إسراعاً إلى الكفر والمعصية فيصبرون جامعين بين [سوء] المعتقد وخبث المولد. والقول الثاني: أنه على العموم في أولاد الزنى والرشد فيمن ولد من نكاح أو سفاح لأنهم مؤخذون على أفعالهم لا على مواليدهم التي خبثت بأفعال غيرهم⁵⁰۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی تعیین میں مفسرین کرام سے دو اقوال منقول ہیں؛

• اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو زنا کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی پیدائش ہی ناجائز اور خبیث نطفہ سے ہوتی ہے اس لئے یہ لوگ کفر اور معصیت کی طرف دیگر لوگوں کی

امام الخطابی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی طرف سے مبعوث تمام انبیائے اور رسولوں پر ایمان لانا واجب و ضروری ہے البتہ ان میں درجات کے اعتبار سے برابری ہونے کا اعتقاد ضروری نہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ **إِنَّكَ الرَّسُولُ فَصَلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ**⁵² میں خود خبر دی ہے کہ ہم نے رسولوں کو ایک دوسرے پر درجات میں فضیلت دی ہے۔ البتہ ان برگزیدہ ہستیوں کے درمیان اس

طرح کا تقابل قائم کرنا کہ جس سے عقیدہ کے فساد کا احتمال ہو یا ان میں سے کسی شان میں نقص لازم آتا ہو اور حقوق واجبہ کی ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہو تو ایسا تقابل بہر حال جائز نہیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان (لا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ)⁵³ کا بھی یہی مطلب ہے۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ. قَالَ الشَّيْخُ: مَعْنَى هَذَا تَرْكُ التَّخْيِيرِ بَيْنَهُمْ عَلَى وَجْهِ الْإِزْرَاءِ بِبَعْضِهِمْ فَإِنَّهُ رُبَّمَا أَدَّى ذَلِكَ إِلَى فُسَادِ الْأَعْتِقَادِ فِيهِمْ وَالْإِخْلَالِ بِالْوَجِبِ مِنْ حَقِّهِمْ وَبِفَرْضِ الْإِيمَانِ بِهِمْ، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ أَنْ يَعْتَقَدَ التَّسْوِيَةُ بَيْنَهُمْ فِي دَرَجَاتِهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَبَّحَانَهُ قَدْ أَخْبَرَانَهُ قَدْ فَاضَلَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَةً⁵⁴ وَ

حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان جزوی فضیلت موجود ہے لیکن یہ شان نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ نبوت میں سب یکساں ہیں اور نفس نبوت میں کوئی تفاضل نہیں ہے۔ واعلم ان الأنبياء كلهم متساوون في النبوة لان النبوة شيء واحد لا تفاضل فيها وانما التفاضل باعتبار الدرجات⁵⁵۔ البتہ انبیاء کے درمیان پائے جانے والے جزوی تفاضل کو اس طرح بیان کرنا منع ہے جس سے کسی تنقیص لازم آئے اور یہ انداز اسلوب قرآنی کے خلاف ہے اور جن احادیث مبارکہ میں انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع کیا گیا ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے ورنہ نفس فضیلت خود اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے جیسا کہ مولانا اکرم اعوان اسلوب قرآن کے متعلق لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کا انبیاء و رسل کی فضیلت بیان کرنے کا اسلوب یہ نہیں کہ کوئی نبی کسی نبی سے درجے میں کم ہے، بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی۔ سارے فضیلت والے ہیں اور بعض زیادہ فضیلت والے ہیں۔ اب اگر کوئی زیادہ ہے تو دوسرا کم ہو گا لیکن انبیاء کے معاملے میں یہ

لفظ استعمال کرنا گستاخی ہے اور قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ سب اچھے ہیں، اچھوں میں کچھ بہت اچھے ہیں⁵⁶۔

¹۔ القرآن، 37:02

Al-Qur'an:02:37

²۔ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کنیر بن غالب الآملی (م:310ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، المعروف به تفسیر طبری، 542:1، مؤسسة الرسالة۔

Al-Ṭibārī, AbūJ'afar Muḥammad 'ibn Jarīr 'ibn Yazīd 'ibn Kathīr 'ibn Ghalib al-'Āmalī (D:310AH), Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an, al-TafsīrṬibārī, 542:1, Mu'ssasa al-Risāla.

³۔ ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی (م:388ھ)، غریب الحديث، 252:1 دار الفكر، بیروت، لبنان۔

'AbūSulaimānḤamd 'ibn Muḥammad 'ibn 'Ibrāhīm 'ibn al-Khattāb al-Bastī (D:388AH), Garīb al-Ḥadīth, 252:1 Dār al-Fikr, Beirūt, Lebanon.

⁴۔ القرآن، 124:02

Al-Qur'an, 02:124

⁵۔ ابو داود، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، كتاب الطهارة، بيروت، باب السواك من الفطرة، 14:01، المكتبة العصرية، صيدا –

'AbūDawūd, 'AbūDawūdSulaimān 'ibn Al-ash'ath 'ibn 'Ishāq 'ibn Bashīr 'ibn Shaddād 'ibn 'Umr Al-'Azdawī al-Sajistānī (Died: 275AH), Sunan 'AbiDawūd, Bāb Al-Siwāk, Beirūt. Bāb Al-Siwākmin al-Fiṭrah, 14:01, al-Maktabah al-'Asriyyah, Saiedā

⁶۔ الخطابي، ابو سليمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی (م:388ھ)، معالم السنن شرح سنن أبي داود، 30:1 المطبعة العلمية، حلب۔

Al-Khiṭābī, 'AbūSulaimān 'ibn Muḥammad 'ibn 'Ibrāhīm'ibn al-Khattāb al-Bastī (D:388AH), Ma'ālim al-SunanSharḥSunan 'AbiDawūd , 30:1 Al-Mataba'h al-'Ilmiyyah, Aleppo.

⁷۔ القرآن، 76:06

Al-Qur'an, 76:06

⁸۔ القرآن، 83:06

Al-Qur'an, 83:06

⁹۔ الماتریدی ، محمد بن محمد بن محمود، أبو منصور الماتریدی (م: 333ھ) ، تأویلات أهل السنة المعروف به تفسیر الماتریدی ، 555:1 ، دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان -
Al-Māturīdī, Muḥammad 'ibn Muḥammad 'ibn Maḥmūd, 'AbūMansūrAl-Māturīdī, (D: 333AH), T'awīlāt 'ahl al-Sunnah al-Ma'rūfbiḥīTafsīrAl-Māturīdī, 555:1, Dār al-Qutubal-'Ilmiyyah – Beirūt, Lebanon.

¹⁰۔ الواحدي ، أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (م: 468ھ) ، الوسيط في تفسير القرآن المجيد ، 201:1، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان -
Al-Wahidi, Abū Al-Ḥasan 'Ali 'ibn 'Ahmad 'ibn Muḥammad 'ibn 'Ali al-Wāhidī, al-Nishābūrī, al-Shāf'ī (D: 468AH), Al-WasītfīTafsīr al-Qur'an al-Majīd, 201:1, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirūt, Lebanon .

¹¹۔ أبو الليث السمرقندي ، أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (م: 373ھ) ، بحر العلوم ، 90:1، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان -
'Abū Al-Laith al-Samarkandī, 'Abū al-Laith Nasr bin Muḥammad bin 'Aḥmad bin 'Ibrāhīm al-Samarkandī (D: 373AH), Baḥar al-'Ulūm, 90:1, Dār-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirūt, Lebanon

¹²۔ ايضا، بحر العلوم، 90:1

Ibid, Baḥar al-'Ulūm, 90:1

¹³۔ أبو داود ، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (م: 275ھ)، سنن أبي داود ، كتاب الطهارة، باب من غسل السواك، 30:1 ، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت -
'AbūDawūd, 'AbūDawūdSulaimān bin Al-ash'ath bin 'Ishāq bin Bashīr bin Shaddād bin 'Umr Al-'Azdawī al-Sajistānī (Died: 275AH), Sunan

'AbiDawūd, Kitāb al-Ṭaharāt, Bāb min Ghusl Al-Siwāk, 30:1, al-Maktabah al-'Asriyyah, Şaiedā, Beirūt.

¹⁴ - القرآن، 225:02.

Al-Qur'an, 225:02

¹⁵ - الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الأملي، أبو جعفر الطبري (م: 310هـ)، جامع البيان في تأويل القرآن، 444:4، محقق، أحمد محمد شاكر، مؤسسة الرسالة -

Al-Ṭibārī, AbūJ'afar Muḥammad 'ibn Jarīr 'ibn Yazīd 'ibn Kathīr 'ibn

Ghalib al-'Āmalī (D:310AH), Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an, al-

TafsīrṬibārī, 444:4, Researcher 'Aḥmed Muḥammad Shakir, Mu'ssasah al-Risāla.

¹⁶ - الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد (م: 388هـ)، معالم السنن شرح سنن أبي داود، كتاب الصلوة، 121:1، المطبعة العلمية، حلب -

Al-Khiṭābī, 'AbūSulaimānḤamd 'ibn Muḥammad (D:388AH), Ma'ālim al-SunanSharḥSunan 'AbiDawūd, Kitāb Al-Ṣalah, 121:1 Al-Mataba'h al-'Ilmiyyah, Aleppo.

¹⁷ - القرآن، 38:29.

Al-Qur'an, 38:29

¹⁸ - أبو ليث، بحر العلوم المعروف به تفسير السمرقندي، 633:2

'Abū Al-Laith al-ma'rūfbiḥitafsīr al-Samarkandī, Baḥar al-'Ulūm, 633:2

¹⁹ - القرطبي، الجامع لاحكام القرآن، تفسير القرطبي، 344:13

Al-Qurṭabī, Al-Jami' li 'Aḥkām al-Qur'an, Tafsīr Al-Qurṭabī, 344:13

²⁰ - الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن، 35:20،

Al-Ṭibārī, Jami' al-BāyanfīT'awīl al-Qur'an, 35:20,

²¹ - الزبيدي، تاج العروس، 207:10

Al-Zubaidī, Tāj ul 'Urūs, 207:10

²² - الخطابي، غريب الحديث، 392:1

Al-Khiṭābī, Gharīb ul Ḥadith, 392:1

²³ - ايضاً، غريب الحديث، 392:1

Ibid, Gharīb ul Ḥadith, 392:1

²⁴۔ القرآن، 46:02

Al-Qur'an, 46:02

²⁵۔ الخطابی، ابوسلیمان حمد بن محمد (م:388ھ)، معالم السنن شرح سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، 82:1، المطبعة العلمية، حلب۔

Al-Khiṭābī, 'AbūSulaimānḤamd 'ibn Muḥammad (D:388AH), Ma'ālim al-SunanSharḥSunan 'AbiDawūd, Kitāb Al-Ṭaharah, 82:1 Al-Mataba'h al-'Ilmiyyah, Aleppo.

²⁶۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفي الإفريقي (م: 711ھ)، لسان العرب، 272:13، دار صادر، بيروت۔

'Ibn Manzūr 'Afriquī, Muḥammad 'ibn Mukarram 'ibn 'Alī, 'Abū al-Faḍl, Jamāl al-Dīn 'Ibn Manūr al-'Ansārī al-Ruāif'ī al-'Afriquī (D: 711AH), Lisān ul-'Arab, 272:13, DārṢadir, Beirūt.

²⁷۔ ابو طاهر فيروز آبادي، العلامة اللغوي مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي المتوفى سنة 817 هـ، القاموس المحيط، 1213:1، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، طبع 2005.

'AbūṬahirFerozĀbādi, al-'Allamah al-LughawīMajd al-Dīn Muḥammad 'ibn Y'aqūb al-FerozĀbādi, (Died on 817 AH), al-Qāmūs al-Muhīt, 1213:1, Mu'ssarah al-Risāla. Li -taba'ahwal-NashrWal-tauzi'a, Beirūt - Lebanon, Published 2005.

²⁸۔ راغب اصفهانی، ابو القاسم الحسين بن محمد (م:502ھ)، الفردات في غريب القرآن، کتاب الظأ، ص 317، دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت۔

Raghib 'Isfahanī, 'Abū al-Qāsim al-Ḥussain 'ibn Muḥammad (D 502 AH), al-FardātfiGarīb al-Qur'an, Al-Kitāb Al-Za'a, p. 317, Dar al- Qalam, al-Dār al-Shamiyyah - Damascus Beirūt.

²⁹۔ الخطابی، ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراهيم بن الخطاب البستي (م:388ھ)، بيان اعجاز القرآن، ص 29، دار المعارف، مصر۔

Al-Khiṭābī, 'AbūSulaimān 'ibn Muḥammad 'ibn 'Ibrāhīm'ibn al-Khattāb al-Bastī (D:388AH), Bayān 'Aijaz al Qur'an, P 29, Dār Al-Ma'ārif, Egypt.

³⁰۔ القرطبي، ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابی بكر بن فرح الانصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (م:671ھ)، الجامع لاحكام القرآن المعروف به تفسير قرطبي، 75، 19، دار الكتب المصرية، القاهرة۔

Al-Qurṭabī, 'Abū 'Abdullah Muḥammad 'ibn 'Ahmad 'ibn 'Abi Bakr 'ibn Farah al-'Anṣarī al-Khazarjī Shamsuddīn al-Qadrī (D:671 AH), al-Jamī'a li 'Aḥkām al-Qur'aan al-Ma'rūf, 75,19, Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, al-Qahirah.

³¹ -الخطابي، معالم السنن، كتاب الطلاق، باب الخلع، 256:3

Al-Khiṭābī, Ma'ālim al-Sunan Kitāb Al- Ṭalaq, bāb al-Khula', 256:3

³² -القرآن، 229:02

Al-Qur'an, 229:02

³³ -القرآن، 229:02

Al-Qur'an, 229:02

³⁴ -القرآن، 230:02

Al-Qur'an, 229:02

³⁵ -القرآن، 228:02

Al-Qur'an, 229:02

³⁶ -الخطابي، معالم السنن، كتاب الطلاق، باب الخلع، 256:3

Al-Khiṭābī, Ma'ālim al-Sunan Kitāb Al- Ṭalaq, bāb al-Khula', 256:3

³⁷ -ملا جيون، ملا احمد جيون، (م: 1718) تفسيرات احمدية، ص91، مكتبة الشركة، 1904

Mulla Jīvan, Mulla 'Aḥmed Jīvan, (D: 1718) Tafsīrāt Amadiyyah, p. 91, Maktabah al-Shariqah, 1904

³⁸ -الخطابي، معالم السنن، كتاب الطلاق، باب الخلع، 256:3

Al-Khiṭābī, Ma'ālim al-Sunan Kitāb Al- Ṭalaq, bāb al-Khula', 256:3

³⁹ -القرآن 56:33

Al-Qur'an 56:33

⁴⁰ -الخطابي، معالم السنن، كتاب الصلوة، بالتشهد 1:228

Al-Khiṭābī, Ma'ālim al-Sunan Kitāb Al- Ṣalah, bāb al-tashahud, 228:1

⁴¹ - الجصاص، ابوبكر احمد بن علي الرازي الجصاص الحنفى (م: 370هـ)، احكام القرآن، 5:243، دار احياء

التراث العربي، بيروت، لبنان.

Al-Jaṣaṣ, 'Abū Bakr 'Ahmad 'ibn 'Alī al-Razī al-Jaṣaṣ al-Ḥanafī (D:370 AH), Al-'aḥkām al-Qur'an, 243:5, Dār 'Aḥyā' al-Turath al-'Arabi, Beirūt, Lebanon. ,

⁴² -القرطبی، الجامع لاحکام القرآن المعروف به تفسیر قرطبی، 233:14

Al-Qurṭabī, Al-Jamī‘ li ‘Aḥkām al-Qur’an, Al-Ma‘rūf bihī Tafsīr
Qurṭabī, 233:14

⁴³ ثنائ الله پانی پتی، قاضی محمد ثنائ الله بن قاضی حبیب الله عثمانی پانی پتی (م:1810)، تفسیر
مظہری، 375:7، مکتبہ الرشیدیہ، پاکستان۔

Thana’ullah Pānīpatī, Qaḍī Muḥammad Thana’ullah bin Qaḍī Ḥabībullah
‘Uthmānī Pānīpatī (D:1810), Tafsīr Mazḥarī, 375:7, Maktabah al
Rashidiyyah, Pakistan.

⁴⁴ -الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الازدی الحجری
المصری (م:321ھ)، احکام القرآن، 318:1، مرکز البحوث الاسلامیة التابع لوقف الديانة، استنبول، ترکی۔

Al-Ṭaḥawī, ‘Abū Ja‘far ‘Aḥmad bin Muḥammad ‘ibn Salāmah ‘ibn ‘Abd
al-Malik ‘ibn Salāmah al-Azdī al-Ḥajrī al-Miṣrī (D:321AH), ‘Aḥkām al-
Qur’an, 318:1, Markaz al-Baḥūth al-‘Islamiyyah al-Tāba‘ li-waqf al-
Diyanah, ‘Istanbul, Turkey.

⁴⁵ -القرطبی، تفسیر القرطبی، 236:14

Al-Qurṭabī, Tafsīr Qurṭabī, 236:14

⁴⁶ الخطابی، معالم السنن، 227:1

Al-Khiṭābī, Ma‘ālim al-Sunan Kitāb, 227:1

⁴⁷ الخطابی، معالم السنن، 227:1

Al-Khiṭābī, Ma‘ālim al-Sunan Kitāb, 227:1

⁴⁸ القرطبی، تفسیر القرطبی، 236:14

Al-Khiṭābī, Ma‘ālim al-Sunan Kitāb, 227:1

⁴⁹ -ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (م:774ھ)، تفسیر القرآن
العظیم، المعروف تفسیر ابن کثیر، 460:6، دار طيبة للنشر والتوزيع۔

‘Ibn Kathīr, Abū al-Fadai’ ‘Isma‘il ‘ibn ‘Umar ‘ibn Kathīr al
Qarashi Thuma al-Damashqui (D:774 AH), Tafsīr al-Qur’an al-‘Azīm, Al-
Ma‘rūf Tafsīr ‘Ibn Kathīr, 460:6, Dār Ṭaibah Li nashar Waltauzi’a

⁵⁰ -الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی (م:450ھ)، النکت والعیون
المعروف به تفسیر الماوردی، 281:2، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

Al-Mawardī, abū al-Ḥasan‘Ali bin Muḥammad bin Muḥammad bin Ḥabib al-Baṣrī al-Baghdādī (D:450 Ah), al-Nikatwal-‘Uyūn al-Ma‘rūfbiḥītafsīr al-Maqwardī, 218:2, Dār al-Kutub Al-‘Ilmiyyah, Bairūt.

⁵¹ -الخطابی، معالم السنن، کتاب العتق، باب عتق ولد الزنا، 80:4

Al-Khiṭābī, Ma‘ālim al-SunanSharḥSunan ‘AbiDawūd, Kitāb Al-‘Itq,Bāb ‘Itqwalad al-Zinā 80:4

⁵² -القرآن253:02

Al-Qur’an 02:253

⁵³ -ابوداود، سنن ابی داود، باب فی التخییر بین الانبیاء علیهم السلام، 217:4

AbūDawūd, Sunan ‘AbiDawūd, bābfi al-takhyīrbain al-‘anbiya’ ‘Alaihim al-Salam, 217:4

⁵⁴ - الخطابی، معالم السنن، کتاب شرح السنة، باب التخییر بین الانبیاء علیهم الصلوات اللہ علیهم، 309:4

AbūDawūd, Sunan ‘AbiDawūd, bābfi al-takhyīrbain al-‘anbiya’ ‘Alaihim al-Salam, 309:4

⁵⁵ - إسماعیل حقی بن مصطفی الإستانبولی الحنفی الخلوتی، المولی أبو الفداء (م: 1127هـ)، روح

البیان، 394:1، دار الفکر - بیروت

‘Isma‘īlḤaqī bin Mustafā al-‘Istanbalwī al-Ḥanafī al-Khalwatī, al-MaulāAbū al-Fidā (D:1127 AH), Rūḥ ul Bayān, 394:1, Dār al-Fikr, Bairūt

⁵⁶ -اکرم اعوان، مولانا محمد اکرم اعوان (م: 2017)، اکرم التفسیر، 18:3، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، دارالعرفان منارہ، چکوال، پاکستان۔

‘AkramA‘wān,Maulānā Muḥammad ‘AkramA‘wan(D:2017), ‘Akram al-Tafsīr, 18:3, ‘IdarahNaqshbandiyyah ‘Owaisiyyah, Dār al-‘IrfānMunāra, Chakwāl, Pākistān